نادیہ راحیل
ریسرچ اسکالر
شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی

مولوی عبدالحلیم شرؔر کے تاریخی ناولوں میں فعال نسوانی کرداروں کا جائزہ

ABSTRACT

Dynamic female characters in the historical novels by Abdul Haleem Sharar
By Nadia Raheel, Research Scholar, Dept. of Urdu, University of Karachi.

Abdul Haleem Sharar was a fiction writer, journalist and poet. He is known for his historical novels, too. Some of his historical novels depict some very active and dynamic female characters. The article evaluates and analyses the traits of those female characters. It emphasises certain traits in women as reflected by Sharar in his historical novels.

عبدالحلیم شرؔر کا شمار اُن ادباء اور مصنفین میں ہوتا ہے جنھوں نے بسیار نویسی اور زود نویسی کی بناء پر اپنے معاصرین ادباء پر سبقت حاصل کی۔ بسیار نویسی میں اُن کا مقابلہ صرف انگریزی ادیب والٹر اسکاٹ ہی کر سکتا ہے۔ شرؔر نے ادبی زندگی کا آغاز منشی نول کشور کے ''اودھ اخبار'' سے کیا۔ مضمون نگاری کی مشق کی پھر ایک ہفتہ وار رسالہ ''محشر'' نکالا اس کے بعد ایک اور رسالہ ''دلگداز'' جاری کیا جو اپنے دور کے رسالوں میں بڑا موٴثر اور موقّر سمجھا جاتا تھا۔

شرؔر کی نثر نگاری نہایت صاف، سادہ اور دلکش انداز کی حامل ہے اُن کا اسلوب حقیقت سے قریب تر ہے آپ نے اسلامی واقعات کو اپنے ناولوں میں پیش کیا اس طرح اُردو ناول میں ایک نئے رُجحان کا آغاز ہوا جسے بجا طور پر تاریخی رُجحان کہا جا سکتا ہے۔ شرؔر نے محسوس کیا کہ قوم کی اصلاح کے لیے دینی جمعیت اور تاریخ سے والہانہ لگاؤ ضروری ہے چنانچہ انہوں نے اپنی تحریروں میں اسلامی تاریخ کے درخشاں عہد کو اپنا موضوع بنایا۔ انھوں نے خصوصی طور پر تاریخ کا بغور مطالعہ کیا آسان الفاظ میں واقعات کو دلکش بنا کر پیش کیا۔ آپ کی تحریروں میں مغرب کی جھلک بھی نظر آتی ہے جس کی وجہ سے آپ کے ناولوں کے کردار مشرق و مغرب کا امتزاج رکھتے ہیں۔ شرر نے انگریزی زبان کے ناولوں کی تکنیک سے استفادہ کرتے ہوئے انھیں اُردو ناولوں میں برتا۔

بقول عبدالقادر سروری:

''اُردو میں سب سے پہلے افسانہ نگار عبدالحلیم شرؔر ہیں جن کے افسانے بالکل انگریزی ناول کے نمونے پر لکھے گئے ہیں اُن میں وہ احساس جاری وساری ہے جو عام انگریزی ناول کا خاصہ ہے۔(۱)''

شرؔر کے ناولوں میں اُس عہد کے مسائل کا بیان بھی ملتا ہے انہوں نے اپنے ناولوں میں معاشرے میں رائج فرسودہ نظام اور تنگ نظری کے خلاف آواز اٹھائی۔

بقول وقار عظیم:

''شرر نے ناول کو ایک خاص قسم کے اصلاحی، تبلیغی اور قومی مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنانے کے ساتھ ساتھ فنی اقدار کا حامل بنایا، یہ فنی اقدار مغربی اثرات کا نتیجہ تھیں اور ادبی اقدار مشرقی مزاج اور مذاق کا عکس اور پرتو مشرقی مزاج اور مذاق کی تسکین کی خاطر شرر نے نئے ناول کے لیے جو ادبی اقدار مہیا اور یکجا کیں وہ اُردو ناول کے لیے ایک مستقل روایت بن گئی۔(۲)''

عبدالحلیم شرر نے اُردو ناول کے ذریعے مسلمانوں کو ان کی عظمت رفتہ کی یاد دلائی ایک نیا حوصلہ اور امید دلائی پروفیسر اشتیاق طالب لکھتے ہیں۔

''تاریخی ناول لکھنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جنگ آزادی کے بعد مسلمان افسردہ دلی، مایوسی اور سراسیمگی کا شکار ہو کر رہ گئے تھے۔(۳)''

شرر نے تاریخی واقعات اور قصص کو ناول کے روپ میں پیش کیا جس طرح نذیر نے اپنے ناولوں میں مسلمانوں میں معاشرتی اور اخلاقی اصلاح کو مدِ نظر رکھا۔ اسی طرح شرر نے ماضی کی داستانوں کو دہرا کر مسلمانوں میں جوش اور ولولہ پیدا کیا۔ ناولوں میں بہادر سورماؤں کا تذکرہ کر کے قوم کے سامنے ہمت و عظمت کی مثالیں پیش کیں چونکہ اس عہد کے مسلمان علوم و فنون سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتے تھے اس لیے انہیں ہم خیال بنانے کے لیے ماضی کے واقعات کو موضوع بنایا تاکہ ان کا اثر تیز تر ہو اس طرح شرر نے فنی باریکیوں سے گزرے بغیر پر اثر اور لطیف ناول لکھے۔ ڈاکٹر میمونہ انصاری لکھتی ہیں:

''شرر پہلے ناول نگار ہیں جن کے یہاں قصے نے ناول کا فارم حاصل کیا۔(۴)''

شرر نے اپنے ناولوں میں فنی تکنیک کے ضروری مطالبات کو پورا کیا تاکہ وہ اپنے خیالات اور اصلاحی تصورات دوسروں تک بآسانی پہنچا سکیں آپ کا پہلا ناول ''دلچسپ'' کے نام سے ۱۸۸۵ء میں سامنے آیا اس کے بعد تاریخی ناولوں

کی ایک طویل فہرست ملتی ہے۔ جن میں ملک العزیز ورجینا، منصور موہنا، قیس ولیلیٰ، فلورا فلورنڈا، ایامِ عرب، فردوسِ بریں، مقدس نازنین، الفانسو، رومۃ الکبریٰ، یوسف و نجمہ، فلپانا، فتح اندلس، مفتوح فاتح بابک خرمی، عزیز مصر، ماہ ملک، شوقین ملکہ، زوال بغداد، بغداد کی حسینہ شامل ہیں۔ شرر نے مسلمانوں کی زبوں حالی کو دیکھا تھا وہ مسلمانوں کو ان کی عظمت رفتہ یاد دلا کر ان کی اصلاح کرنا چاہتے تھے یہی وجہ ہے کہ انھوں نے تاریخی رُجحان کے تحت ناولوں میں ایک تحریک چلائی جس کا مقصد مسلمانوں میں جوش اور ولولہ پیدا کر کے ماضی کی طرح مستقبل کو شاندار بنانا تھا شرر اس حوالے سے ''فردوس بریں'' میں خود لکھتے ہیں:

> ''اخلاقی تعلیم دینے کا سب سے زیادہ دلچسپ طریقہ آج تک دنیا کو معلوم نہیں ہوا اور ساری قوم نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ ناول ہی اخلاق کے اصل مصلح ہو سکتے ہیں۔(۵)''

لیکن شرر اصلاح کی غرض سے لکھے ہوئے ناول کی فنی تکنیک اور باریکیوں کو فراموش کر گئے تھے یہی وجہ ہے کہ وہ پلاٹ کی تشکیل میں اکثر مقامات پر مار کھا گئے۔

بقول ڈاکٹر احسن فاروقی:

> ''ان سب کے پلاٹ اس قدر اٹکل پچو ہیں کہ کچھ صفحات پڑھنے کے بعد ان کو اٹھا کر پھینک ہی دینے کو جی چاہتا ہے۔(۶)''

اگرچہ ناول کے پلاٹ واقعی مشکل اور الجھے ہوئے ہیں کہ قاری پڑھتے ہوئے بوکھلاہٹ کا شکار ہوجاتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ ناول اٹھا کر پھینک دینے کے قابل ہوں اُن کے ناولوں میں تاریخی شعور موجود ہے۔ پڑھنے والے کو تاریخ سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اور شرر کے اس کارنامے کی بنیاد پر کہ انہوں نے ناول میں تاریخ نگاری کی پہلی اینٹ رکھی ہے ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

وقار عظیم کہتے ہیں:

> ''شرر نے غدر کے تقریباً تیس برس بعد تاریخی ناول اس لیے لکھے کہ مسلمانوں کے دلوں پر جو افسردگی طاری ہے وہ دور ہو۔ ان کے دلوں میں ایک تازہ جوش اور ولولہ پیدا ہو وہ بے دست و پا بیٹھ جانے کے بجائے ترقی کی راہ پر گامزن ہوں۔ ان تاریخی ناولوں کو ایک قومی مقصد کے حصول کا ذریعہ بنانے کے ساتھ ساتھ انھیں اتنا دلچسپ بنانا بھی ضروری سمجھا کہ وہ عوام کو پسند آئیں۔(۷)''

یہی وجہ ہے کہ شرر کے ناولوں میں تاریخ کے اہم اوراق الٹتے نظر آتے ہیں۔شررؔ نے اپنی تحریروں میں اصلاح کا ایک نیا انداز اختیار کیا انہوں نے اپنے ناولوں میں صرف مرد کو ہی عظمت رفتہ کی یاد نہیں دلائی بلکہ خواتین کو بھی متحرک کیا۔اُن کے ناولوں کی ہیروئین اُس عہد کی خواتین کے لیے ایک رول ماڈل تھی اُن کے لیے یہ درس تھا کہ عورت صرف چادر چاردیواری کے لیے نہیں ہے تعلیم یافتہ ہو تو خداداد صلاحیتوں کے تحت ملکی امور و جنگی انتظامات بھی سنبھال سکتی ہے۔انھوں نے اپنے ناولوں میں تاریخی کرداروں کے ذریعے یاددہانی کرائی کہ ماضی میں ایسی خواتین گزری ہیں جنہوں نے ایسے ایسے عالیشان کام کیے ہیں جن کے باعث اُن کا نام آج تک زندہ ہے لہٰذا ہندوستان کی عورتیں بھی اپنے اندر بدلاؤ لائیں اور معاشرتی ترقی کا حصہ بنیں۔

ملک العزیز ورجینا:

یہ شرر کا پہلا تاریخی ناول ہے یہ ناول رسالہ دلگداز میں ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا اور کتابی صورت میں ۱۸۸۹ء میں شائع ہوا یہ اُردو ادب کا پہلا تاریخی ناول ہے جس میں تاریخ کے اصل واقعات کو بنیاد بنا کر ناول لکھا گیا ہے۔اس حوالے سے شرر خود لکھتے ہیں:

> ''یہ دعویٰ نہیں کہ اس میں جو لکھا ہے سچ ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ جو یہ ناول
> دیکھے گا تاریخ کے ایک خاص حصے سے بخوبی واقف ہو جائے گا۔(۸)''

اس ناول کی ہیروئین ورجنا ہے اگرچہ ہیروئین اس ناول میں مکمل طور پر غالب نظر نہیں آتی لیکن جہاں کہیں بھی ملتی ہے ایک جاندار تاثر کے ساتھ ملتی ہے اس کی بہادری کا ثبوت اپنے چچا سے غداری کر کے ملک العزیز کو رہا کروانا ہے۔وہ ایک مسلمان کو رہا کروانے اور خود مسلمان ہونے کی سزا بھگتتی ہے اُسے قید میں روزانہ پچاس کوڑے لگائے جاتے ہیں لیکن اپنے کیے پر وہ نادم نہیں ہوتی پھر جب یوشع کے روپ میں شہزادہ عزیز اس کو دین عیسائیت کی جانب متوجہ کرتا ہے تو ناچار وہ اپنا مذہب تبدیل کر لیتی ہے۔

شرر نے اس ناول میں ہیروئین ورجنا کے ذریعے عیسائی خواتین کی تصویر کشی کی ہے کہ وہ بہادر ہے عقل مند ہے اور موقع کی مناسبت سے اقدامات کرنے کا فن جانتی ہے لیکن ورجینا اپنی بہادری اور سچائی کی بنا پر دوسرے نسوانی کرداروں سے ممتاز ہے وہ نہ آسیہ کی طرح کمزور اور خاموش کردار ہے اور نہ ہی وہ اپنی خالہ کی طرح چھپ کر ساز باز کر کے سازش کرتی ہے۔بلکہ وہ خود سے منسلک لوگوں کی حفاظت کرتی ہے ان کا خیال رکھتی ہے اور اپنے محسنوں کے احسان کو بھی فراموش نہیں کرتی۔

منصور موہنا:

شرر کا یہ ناول رسالہ ''دلگداز'' میں ۱۸۹۰ء میں قسط وار شائع ہوا۔''منصور موہنا'' میں موہنا کا کردار مرکزی نسوانی کردار ہے۔ وہ ایک بہادر عورت ہے اپنے علاقے کا دفاع کرنا جانتی ہے دشمن سے دوبدو لڑتی ہے۔ اُس نے راجا اور سلاطین کے دربار سے وابستہ خواتین کی عکاسی کی جو صنف نازک ہوتے ہوئے بھی سپاہیانہ زندگی کو ترجیح دیتی ہیں، لڑنا جانتی ہیں اپنے وطن اور اقتدار کی سلامتی کے لیے ہر اقدام کر سکتی ہیں۔لیکن چونکہ عشق و محبت کی کہانی کے بغیر ناول نامکمل ہے لہٰذا ہیروئین بھی عشق کرتی ہے لیکن اس کا انجام المیہ ہوتا ہے وہ اپنے محبوب کو مرتا دیکھ کر خود بھی موت کو گلے لگا لیتی ہے۔

ورجنا اور موہنا کی صورت میں خواتین کے یہ دونوں کردار سلطنتی امور سے وابستہ ہیں بہادر اور عقل مند ہیں۔ موقع کی مناسبت سے اقدامات کرنے کا فن جانتی ہیں خود سے منسلک لوگوں کی حفاظت کرنا جانتی ہیں صنف نازک ہونے کے باجود بے باکی سے جنگ لڑتی ہیں۔ وفا شعار ہیں۔شرر کے ہاں ہیروئین کے کردار میں وسعت ہے وہ صرف گھر کی ضروریات تک محدود نہیں بلکہ اُس کی خدمات ملک و قوم کی عزت و ناموس کے لیے ہیں۔

فردوس بریں:

فردوس بریں کا موضوع فرقہ باطنیہ اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی گمراہی اور قتل و غارت ہے فرقہ باطنیہ کو پھیلانے والا دراصل حسن بن صباح تھا اس نے اپنے نظریات کی تبلیغ کے لیے اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے عام انسانوں کا قتل عام کیا۔ پیروکاروں کو فرضی جنت کی سیر کروا کر انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا۔لوگ جنت کی لالچ میں اس کے حکم کی تعمیل کرنے سے کوتاہی نہ کرتے تھے اور دوبارہ جنت میں جانا چاہتے تھے اس واقعے کو بنیاد بنا کر شرر نے یہ ناول لکھا جو کہ دراصل دو محبت کرنے والوں کی داستان ہے۔ اگرچہ اس ناول کی ہیروئین ''زمرد'' ناول کے واقعات میں کہیں کہیں نظر آتی ہے لیکن جہاں کہیں ظاہر ہوتی ہے اپنی ذہانت کا لوہا منواتی ہے وہ خوب صورت ہے۔ حسین کو اس کا حسن ہی پاگل اور دیوانہ بنائے رکھتا ہے حسین کو راہ راست پر لانے کے لیے اپنے حسن کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتی ہے۔

اس کی ذہانت نے اس کے مزاج میں ٹھہراؤ، مصلحت کوشی، اور ادا پیدا کر دی ہے وہ فرضی جنت میں بھٹکنے کے بجائے ہوش سے کام لیتی ہے اس کی مصلحت کوشی اسے جنت کے ٹھیکیداروں کی ہوس کا نشانہ بننے سے بچاتی ہے کہیں کہیں زمرد ایک خودغرض عورت کے روپ میں ملتی ہے جب جنت سے نکلنے کے لیے حسین معصوم لوگوں کا قتل کرتا ہے تو وہ اس کو روکتی نہیں بلکہ اس کا ساتھ دیتی ہے شاید یہ بھی ایک مصلحت ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کرتی تو شاید اس نظریے کا قلع قمع نہ ہوتا اور وہ کبھی آزادی حاصل نہ کر پاتے۔

زمرد ایک سمجھ دار عورت ہے حسین کو فرضی جنت کے دھوکے سے نکالنے کے لیے حقیقی اور عملی لائحہ عمل بناتی ہے۔ وہ ایک حسین عورت ہے اپنی خوبصورتی سے بخوبی واقف ہے وہ ہر مشکل کا سامنا ذہانت اور مصلحت سے کرتی ہے اور کامیاب

رہتی ہے۔

فلورا فلورنڈا:

شرر کا یہ تاریخی ناول ۱۸۹۹ء میں کتابی صورت میں شائع ہوا۔اس میں ایک طرف اسپین میں اسلامی دورِ حکومت کا بیان ہے اور دوسری طرف مسیحی خانقاہوں میں ہونے والی بدکاریوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔

اس ناول میں ہمیں دو کردار ملتے ہیں ایک ہیروئین کا کردار جو کہ فلورا کا ہے اور دوسرا فلورنڈا کا کردار جو کہ اینٹی ہیروئین کے روپ میں ملتا ہے فلورا کا کردار اپنے اندر ایک مسلسل کشمکش لیے ہوئے ہے اس میں ایک مسلمان گھرانے کی لڑکی کی شرم وحیا، عفت وعصمت، سادگی اور خلوص ہے لیکن ماں کی تربیت چونکہ بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے اس لیے ماں کی تربیت اسے مذہب اسلام سے بھاگنے پر مجبور کرتی ہے۔ ہر کردار ایک ارتقائی کردار ہے اس کی فطرت میں حالات و واقعات کے حوالے سے تبدیلی آتی رہتی ہے گرجا گھروں کے عقب میں ہونے والے کاموں سے آشنا ہوکر وہ ایک نئے عزم اور حوصلے سے اٹھتی ہے وہ اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کا حساب چکتا کرلینا چاہتی ہے ساتھ ہی بھائی کی محبت اس کے حوصلے بلند کرتی ہے اور آخر کار وہ عورت اپنی سمجھ اور عقل کو بروئے کار لا کر اپنے دشمنوں سے بدلا لینے میں کامیاب ہوجاتی ہے۔

فلورنڈا کا کردار اینٹی ہیروئین کا کردار ہے۔ یہ ایک اہم کردار ہے جسے ہر قدم پر اپنا مشن مکمل کرنے کی فکر رہتی ہے۔ وہ مختلف حیلوں بہانوں سے زیاد کے نزدیک سے نزدیک تر ہوتی ہے۔ پہلی ملاقات میں اس کا اپنی ملازمہ کو نماز قضا کرنے پر ڈانٹنا تاکہ زیاد اس کی دین داری سے متاثر ہوکر اس پر فریفتہ ہوجائے اور وہ فلورا سے مل سکے۔

فلورنڈا میں مکاری ہے عیاری ہے اپنے حسن اور ناز وادا پر اعتبار ہے موقع محل کے مطابق اعمال ترتیب دیتی ہے۔ حالات کے تقاضے کے مطابق چال ڈھال زبان بیان اختیار کرنا جانتی ہے۔ اپنے مقصد کے حصول کے لیے کوئی بھی طریقہ اختیار کرنے سے گریز نہیں کرتی اپنی صورت کی دلفریبیوں کا بھرپور استعمال کرتی ہے۔ حلاوہ کا لباس اس وقت اس قدر پر تکلف تھا کہ معمول سے بدرجہا زیادہ حسین معلوم ہوتی تھی (۹)۔

> ''حلاوہ کی صورت سے اس کا سن کم معلوم ہوتا تھا ایک تجربہ کار قیاس کرنے والا بھی
> کبھی اس کی عمر بیس بائیس برس سے زیادہ نہ بتا سکتا تھا۔(۱۰)''

اگرچہ فلورنڈا کے کردار میں وہ تمام خصوصیات ہیں جو کہ ہیروئین کے کردار میں ہوتی ہیں بس ایک چیز جو اسے اینٹی ہیروئین بناتی ہے وہ یہ کہ وہ قاری کی نظر میں مجرم ہے کہ اس کی ساری تگ ودو فلورا کو اس کے گھر سے بھگانے کے لیے ہے فلورا اس اعتبار سے ہیروئین ہے کہ وہ معصوم ہے بھولی بھالی ہے دنیا کو صرف اچھا جانتی ہے وقت کی ضرورت کے مطابق خود

میں تبدیلی لاتی ہے لیکن اس تبدیلی میں کسی کی تباہی نہیں صرف اپنا انتقامی جذبہ پوشیدہ ہے۔فلورا قاری کی نظر میں مظلوم ہے معصوم ہے اور اپنے حق کی لڑائی لڑ رہی ہے۔

فلورا کا کردار ابتداء میں غیر فعال ہے لیکن بعد میں وہ اپنے بھائی کا بدلہ لینے کی غرض سے بھیس بدل کر دشمن سے بدلا لیتی ہے اور آخر کار موت کا شکار ہو جاتی ہے۔فلورنڈا شروع میں بہت فعال ہوتی ہے وہ مذہب کی خاطر جان قربان کرنا عین عبادت سمجھتے ہوئے فلورا کو بھگانے کے لیے نکلتی ہے اس ناول کی ہیروئین اور اینٹی ہیروئین دونوں ہی نہایت بہادر اور عزم کی پکی ہیں اور دونوں ہی مقاصد کے حصول کے لیے ہر حد تک جانے کو تیار رہتی ہیں۔

ایام عرب:

اس ناول کو شرر نے ۱۹۰۰ء میں مکمل کیا اس میں ہجرت نبویؐ سے تقریباً چالیس سال پہلے کے واقعات ملتے ہیں جن کا آغاز عکاظ کے میلے سے ہوتا ہے۔اس ناول کے اہم نسوانی کرداروں میں خولہ،حلیمہ،حبیبہ وغیرہ شامل ہیں۔حلیمہ اور حبیبہ اس ناول کی ہیروئین ہیں جب کہ خولہ اینٹی ہیروئین کے روپ میں ملتی ہے خولہ ایک عیار اور مکار عورت ہے جو عمرو سے بدلہ لینے کے لیے طلحہ کو سہارا بناتی ہے اور اس کی ہر اسکیم میں اس کا ساتھ دیتی ہے۔اپنے جذبہ انتقام کو پورا کرنے کے لیے ہر اچھے اور برے کے فرق سے بالاتر ہو کے کام کرتی ہے وہ نہایت چالاکی سے اپنے دشمن کا اعتبار حاصل کر کے اس کو نقصان پہنچاتی ہے۔

مریم کو زہر دے کر مارنے کے لیے راہبہ کا روپ اختیار کرتی ہے۔ایاس کو دھوکا دینے کے لیے فرادہ کا روپ لیتی ہے اور فرہاد کو فریب دینے کے لیے بڑھیا کا روپ اختیار کرتی ہے۔فریب،جھوٹ،دغا،بے حیائی اس کی ذات کی صفات ہیں۔لیکن کہیں نہ کہیں اس میں ایک اچھی عورت کی صفت نظر آتی ہے وہ احسان فراموشی نہیں کرنا چاہتی۔طلحہ جب زید کے قتل کا منصوبہ بناتا ہے تو اس کے احسان یاد کرواتی ہے۔

اپنی موت کے وقت وہ اپنی زندگی پر پچھتاتی ہے اسے اپنے اعمال سے شرمندگی ہوتی ہے وہ افسردہ ہوتی ہے کہ اس نے زندگی بے مقصد برباد کی۔

حلیمہ اور حبیبہ اس ناول کی ہیروئین ہیں۔ان کی خوبصورتی کے چرچوں سے ہی ان کا ذکر شروع ہوتا ہے دونوں اگر چہ ذہین ہیں بہادر ہیں حالات و واقعات کو سمجھنے کی بھر پور صلاحیت رکھتی ہیں لیکن دونوں کرداروں میں تھوڑا فرق ملتا ہے۔حلیمہ شرم و حیا کا پیکر ہے لیکن جب یہی حلیمہ بہادری کے جوہر دکھانے آتی ہے تو وہ ایام جاہلیہ کی شہزادیوں کی طرح بے باک اور صاف گو ہے یوم حلیمہ کے موقع پر عمرو سے سرزد ہونے والی حرکت کی معافی کی سفارش خود حارث سے کرتی ہے۔عمرو اور زہیر کے فرار میں مدد دیتی ہے۔خود بھی ان کے پیچھے چل پڑتی ہے خولہ کی عیاریوں سے باخبر ہے اور اس کی

غلطی کو نا قابل معافی تصور کرتی ہے۔ جب کہ حبیبہ کا کردار اگر چہ بہادر ہے وفا اور خلوص اس کا خاصہ ہیں لیکن چونکہ وہ بہت نرم مزاج ہے بدی کا بدلہ بھی نیکی سے دینے میں یقین رکھتی ہے یہی وجہ ہے وہ بے فکر اور ہر مصلحت سے بے نیاز نظر آتی ہے۔

غرض اس ناول کی ہیروئین میں ہمیں وہ جوش اور تحریک نظر نہیں آتی جو کہ اس ناول کی اینٹی ہیروئین خولہ میں نظر آتی ہے۔

مقدس نازنین:

شرر کا یہ ناول ۱۹۰۰ء میں لکھا گیا شرر کا یہ ناول عیسائیت بالخصوص ان کے کلیسائی نظام کے متعلق عجیب وغریب واقعہ پر انحصار کرتا ہے۔ اس ناول کے اہم کرداوں میں چار بڑے کردار ہیں ایگنس، نزراس، مرقس اور ہنری اس کی سب سے اہم اور مرکزی کردار ایگنس ہے جس کے مختلف روپ ہیں وہ کبھی صرف ایگنس ہے وہ ایک نوجوان راہبہ ہے کبھی وہ نن ہے کبھی پوپ جون ہے۔ ایگنس کا کردار ایک نہایت جاندار کردار ہے یہ ایک ارتقائی کردار ہے وہ ایک معمولی سی لڑکی کے روپ سے ایک پوپ تک پہنچنے کے لیے جن مصائب وآلام سے گزرتی ہے اس کا اثر اس کی شخصیت پر بھی پڑتا ہے۔ ناول کی ابتداء میں ایگنس ایک نہایت شرمیلی، سادہ لوح، نیک دل اور پاک دامن لڑکی ہے۔ وہ جب اعتراف (Confession) کے لیے پادری نزراس کے سامنے آتی ہے تو نزراس کے سوالات سے بہت زیادہ پریشان اور شرم کے مارے سرخ ہونے لگتی ہے جب اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ سوالات مذہبی حوالے سے نہیں بلکہ خونزراس اس کی لذت کا باعث بن رہے ہیں تو وہ جھنجھلا جاتی ہے۔ لیکن مذہبی پیشواؤں کا احترام اس کے دل میں قائم رہتا ہے۔ وہ نزراس سے حصول علم کی خاطر گھر چھوڑنے پر آمادہ ہوجاتی ہے وہ ہنری سے محبت کرتی ہے لیکن اس کی عادتوں سے اسے چڑ ہے۔ ہنری اسے ہر ہر قدم پر نقصان پہنچاتا ہے اور وہ ہر بار اسے معاف کر دیتی ہے۔ ایگنس ایک باہمت حاضر دماغ اور جرأت مند لڑکی ہے جب ہنری اسے اور اس کے ساتھیوں کو دلدل میں پھنسا دیتا ہے تو وہ حاضر دماغی سے کام لیتے ہوئے اس مصیبت کا سامنا کرتی ہے۔ ایگنس بزدل نہیں وہ ایک فعال شخصیت کی مالک اور مستقل مزاج ہے۔ انگلستان کی بندرگاہ میں ڈوئل کے نتیجے میں ہنری کو شدید زخمی دیکھ کر بے ہوش ہوجاتی ہے فولڈا کی خانقاہ میں ہنری کی جان بچاتی ہے۔ نزراس سے اسے عقیدت ہے بالکل ویسی جیسی ایک بیٹی کو اپنے باپ سے ہوتی ہے۔ نزراس لاکھ کوشش کے باجود ایگنس کی مستقل مزاجی ختم نہیں کر پاتا وہ ہنری سے اس وقت تک محبت رکھتی ہے جب تک وہ نزراس اور مرقس کا قتل نہیں کر دیتا۔

غرض اس کو زندگی میں کئی مسائل کا سامنا تھا لیکن اس کے باوجود وہ اپنی ہمت سے آگے بڑھتی ہے اور ہر مشکل کو اپنی زندگی سے ہٹاتے ہوئے پوپ کے درجے تک پہنچتی ہے۔

ایگنس ایک معصوم اور سادہ دل لڑکی ہے وہ ہر ایک کے ساتھ مخلص ہے ہنری سے محبت کرتی ہے اور ہر قدم پر اس کی محبت کا بھرم رکھتی ہے ہنری کی سازش جب اس کے لیے برداشت سے باہر ہو تب بھی وہ مسائل کا حل تلاش کرتی ہے ذہانت سے کام لیتے ہوئے مسائل دور کرتی ہے لیکن ہنری سے بدظن نہیں ہوتی۔ وہ حصولِ علم کی غرض سے نزراس کے ساتھ نکلتی ہے۔ نزراس اس کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانا چاہتا ہے لیکن وہ لزراس کو یہ کہہ کر کہ وہ اسے اپنے باپ جیسا سمجھتی ہے صاف انکار کر دیتی ہے اس کے لیے آگے بڑھنا علم حاصل کرنا اور ایک پوپ جون بننا آسان نہیں تھا اسے قدم قدم پر مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن وہ ہمت سے کام لیتے ہوئے آگے بڑھتی ہے بالآخر کامیابی کی منزلوں کو چھو لیتی ہے۔

فلپانا:

یہ ناول ۱۹۱۰ء میں لکھا گیا اس ناول کا موضوع طرابلس کی فتح ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دورِ خلافت میں جب مصر اور مغربی بلادِ اسلامیہ کے والی عبداللہ ابن ابی سرح تھے ایک مصری نومسلم اسقلبیوس اُن کے خلاف شکایت لایا۔ حضرت عثمانؓ نے شکایت سن کر فوراً جواب طلبی کا پروانہ بھیجا۔ ابن ابی سرح اس وقت طرابلس کے مسیحی حکمران گریگوری کے خلاف معرکہ آرا تھے۔ گریگوری کو افریقہ اور اندلس و روم سے برابر کمک آ رہی تھی۔ اس کی حسین و شجاع بیٹی خود میدان جنگ میں لشکر کی قیادت کرتی تھی۔

اس ناول کے اہم نسوانی کردار فلپانا اور جولیانہ ہیں فلپانہ ایک حسین، بہادر اور سپہ گری کے فن میں طاق اور حوصلہ مند شہزادی ہے۔ وہ میدان جنگ میں اپنی فوج کی قیادت کرتی ہے۔ مسلمانوں کے لشکر میں یہ اعلان ہوتا ہے جو کوئی بادشاہ گریگوری کا سر لائے گا اس کو ایک لاکھ اشرفی اور فلپانہ دی جائے گی۔ فلپانہ نہایت رازدارنہ طریقے سے ابنِ زبیرؓ کی گرفتاری اور سپہ سالار کے قتل کا منصوبہ بناتی ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اسلامی لشکر کے جنگی حربوں کا تدارک سوچتی ہے۔ اس مقابلے میں خود کو حریفوں سے برتر سمجھتی ہے وہ ایک شعلہ بیان مقررہ ہے اور انسانی نفسیات سے بھرپور آگاہی رکھتی ہے۔ اس کی تقریر براہِ راست دل پر اثر کرتی ہے۔ وہ ایک حوصلہ مند لڑکی ہے مصائب میں فوراً گھبراتی نہیں ہے یہی وجہ ہے مسلمانوں کی قید میں کسی تذبذب کا اظہار نہیں کرتی بلکہ تحمل سے رہتی ہے اور آخر میں حضرت ابن زبیرؓ سے شادی کا فیصلہ کرتی ہے۔ فلپانہ اپنے باپ کی ریاستی ذمہ داریوں میں ہاتھ بٹاتی ہے اور اسے اچھے مشوروں سے نوازتی ہے فلپانہ کے بغیر گریگوری کچھ نہیں ہے۔

فلپانا ایک حسین، بہادر اور حوصلہ مند یہودی شہزادی ہے جو اپنی فوج کے حوصلے بلند کرنے کی غرض سے خود میدان جنگ میں کود پڑتی ہے۔ مسلمانوں کو شکست دینے کی غرض سے ابن زبیر کو گرفتار کرنے کا منصوبہ بناتی ہے۔ اپنے باپ کی حفاظت کا انتظام کرتی ہے مصائب اور مشکلات سے گھبراتی نہیں ہے اسی لیے مسلمانوں کی قید میں پریشان ہونے کی

بجائے تحمل کا اظہار کرتی ہے اور بہتری کی تدبیر سوچتی ہے بالآخر ابن زبیر کے ساتھ شادی کر لیتی ہے۔

زوال بغداد:

شرر کا یہ ناول ۱۹۱۲ء میں شائع ہوا۔ اس میں مسلمانوں کے فرقہ وارانہ تعصّبات اور فسادات کو موضوع بنایا گیا ہے۔

اس ناول کے اہم نسوانی کرداروں میں زبیدہ، ام زغول، عنقودہ، ام عنقودہ ہیں۔ لیکن مرکزی کردار زبیدہ ہے۔ یہ ایک سادہ مزاج عورت ہے مکر فریب، عیاری، مکاری سے اس کا کوئی واسطہ نہیں یہ مخلص اور باوفا ہے۔ یوسف کو ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ضعیف الاعتقاد ہے۔ یوسف کی صحتیابی کے لیے قصر سیدوک کے مقام تک جا پہنچتی ہے۔ دشمنوں نے اسے یوسف سے بدگمان کیا۔ لیکن وہ کسی قسم کی انتقامی کارروائی نہیں کرتی۔ وہ حیا کا پتلا ہے عنقودہ سے یوسف کا ذکر کرتے ہوئے شرماتی ہے مستقل مزاج ہے عنقودہ کی دھمکیاں اسے یوسف کی محبت سے انحراف کرنے نہیں دیتیں وہ یوسف سے شکوے شکایات رکھتی ہے اور پھر جب یوسف اس سے ملتا ہے تو اس سے بدگمان ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اس سے نرم لہجے میں گفتگو کرتی ہے۔

غرض زبیدہ وفا کی دیوی ہے یہ یوسف کی پجارن ہے اور اس کی خوشی اور خواہش کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے۔ محبت میں آنے والے مصائب سے گھبراتی نہیں بلکہ انھیں اچھے وقت کا پیش خیمہ سمجھتی ہے۔

زبیدہ ایک سادہ لوح نیک دل عورت ہے یہ بہت حسین ہے لیکن اپنے حسن پر نازاں نہیں ہے وہ ایک باوفا عورت ہے یوسف سے محبت کرتی ہے اس کی صحت اس کی خوشی کے حصول کے لیے بڑی سے بڑی آزمائش سے گزرتی ہے مشکلات سے گھبرا کر پیچھے ہٹنے کے بجائے آگے بڑھ کر اچھے وقت کو خوش آمدید کہنا چاہتی ہے اپنے محبوب کے حصول اور مسائل کے حل کے لیے ہر حد تک جانے کو تیار رہتی ہے محبت کے لیے زر و جواہر بھی ٹھکرا دیتی ہے یعنی وہ ایک مستقل مزاج اور سادہ لوح کردار ہے لالچ اس کے عزائم کو بدل نہیں سکتی۔

رومۃ الکبریٰ:

یہ ناول ۱۹۱۲ء میں قبل از اسلام کے واقعات کو بنیاد بنا کر لکھا گیا ہے۔ اس کے اہم کرداروں میں ارسطو بلاس، پلاقیدیا، اسٹلی شو وغیرہ شامل ہیں پلاقیدیا اس میں سب سے زیادہ اثر انگیز کردار ہے۔ شہزادی پلاقیدیا حسن و جمال کی دیوی ہے۔ بے انتہا حسین اس کے ساتھ ہی بہت مہذب، تعلیم یافتہ اور باسلیقہ، اسے اپنے شاہی خاندان کی عزت و وقار کا بھرپور احساس ہے۔ وہ غیرت مند ہے خوددار ہے ذہین ہے سطوانوس کے ذریعے اسٹلی شو کے خلاف ہونے والی سازش کو آسانی سے جان لیتی ہے وہ خودمختار ہے اپنے محسنوں سے حسن سلوک سے پیش آتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود شادی جیسے

فیصلے پر بھائیوں کی رضامندی ضروری سمجھتی ہے پلا قید یا حقائق سے نظر نہیں چراتی بلکہ مشکلات میں غیبی امداد کے انتظار کے بجائے تدبیر کرنے پر یقین رکھتی ہے وہ ایک مستقل مزاج عورت ہے اپنے فیصلوں پر اٹل رہتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ اس کا ہر عمل دوسروں کے لیے خوشی اور اچھائی کا باعث ہو۔

پلا قید یا ایک حسین آزاد اور خود مختار شہزادی ہے اگرچہ اس میں وہ تمام خصوصیات ہیں جو اب تک گذشتہ شہزادیوں میں تھیں لیکن اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ خود سے منسلک رشتوں کا بہت احترام کرتی ہے ہر ایک کی خوشی اس کے لیے سب سے اہم ہے۔ اپنی شادی کا فیصلہ اپنے بھائیوں پر چھوڑ دیتی ہے۔

الفانسو:

یہ ناول شرر نے ۱۹۱۵ء میں لکھا۔ اس میں شرر نے سسلی کے ایک بادشاہ کے حالات بیان کیے ہیں۔ اس ناول کے اہم نسوانی کرداروں میں ضیاء، بوران، سلطانہ ہیں۔ بوران ایک ہوس پرست اور خود غرض عورت ہے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے غلط اور صحیح کی تمیز نہیں کرتی۔ ایک گناہ گار زندگی گزارتی ہے اور اقتدار کے حصول کے لیے اپنے بھائی کو قتل کروا دیتی ہے وہ خود ایک بدکار عورت ہے یہی وجہ ہے کہ سلطانہ کی بدکاری پر اُسے کوئی اعتراض نہیں ہوتا اپنی زندگی کے مقاصد کے حصول کے لیے ہر حد سے گزر جاتی ہے۔

سلطانہ ایک آبرو باختہ، مکار، عیار اور سازشی عورت ہے۔ زندگی کی آسائشوں کے حصول کے لیے ہر حد تک جانے کو تیار رہتی ہے۔ اقتدار حاصل کرنے کے لیے ضیاء کو الفانسو سے بدظن کر دیتی ہے اس کی سادگی کا فائدہ اٹھا کر اسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتی ہے۔ سلطانہ کا انجام وہی ہوتا ہے جو ایسی اینٹی ہیروئین کا ہوتا ہے یعنی الفانسو کے ہاتھوں قتل ہو جاتی ہے۔ اس ناول کی ہیروئین ضیا ہے یہ ایک نیک اور شریف لڑکی ہے الفانسو سے محبت کرتی ہے اس کا ایک کمزور پہلو یہ ہے کہ وہ ایک جذباتی لڑکی ہے۔ الفانسو کی محبت میں گھر بار سب کچھ چھوڑنے کو تیار ہے۔ یہ ایک سادہ مزاج لڑکی ہے بچپن کی سادگی اور بھولپن کی جگہ شرم حیاء خودداری اور متانت نے لی مرکیس سے شادی کے بعد فرض اور محبت کی کشمکش میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ آخر کار اس کی شادی الفانسو سے ہو جاتی ہے اور اس کو اس کی محبت مل جاتی ہے۔

مفتوح فاتح:

یہ ناول ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا اس میں دوسری صدی ہجری کے ابتدائی زمانے کے حالات بیان کیے گئے ہیں جب اسپین میں اسلام نافذ ہو چکا اور اسلامی افواج پیریز سے فرانس کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ اس کے اہم نسوانی کرداروں میں شہزادی مینینہ، ہیلنا، ریحانہ ہیں۔ شہزادی مینینہ اپنی عمر کے لحاظ سے کافی سنجیدہ ہے وہ بہت حسین ہے اور اپنے حسن کی وجہ سے کافی پر اعتماد شخصیت کی مالک ہے۔ وطن سے بے پناہ محبت کرتی ہے اور وطن کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کو تیار

ہے عقلمند ہے باہمت ہے اور سلطنت میں باپ کی مشیر ہے مشکل حالات میں والد کی ہمت بندھاتی ہے۔ حالات کی مناسبت سے جنگی تدابیر اختیار کرنے کا ہنر اسے آتا ہے۔ قلعہ بند ہو کر جنگ لڑنے کی تجویز اسی کی پیش کردہ ہے۔ معاملہ فہم اور نفسیات شناس ہے جانتی تھی کہ اگر صرف سپاہیوں کو اکیلے میدان جنگ بھیجا تو وہ جلد حوصلہ ہار جائیں گے لہٰذا سپاہیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کروانے کے لیے خود میدان جنگ میں آجاتی ہے۔ محبت کے معاملے میں عثمان سے وابستگی محسوس کرتی ہے اپنے والد سے اس کا اظہار کرتی ہے اور پھر ان کی مرضی پر اپنی زندگی کا فیصلہ چھوڑ دیتی ہے۔ عثمان سے شادی کے بعد جلد از جلد وہاں سے کوچ کرنا چاہتی ہے تاکہ فوجی لشکر کا بوجھ جلد از جلد باپ کے اوپر سے ختم ہو۔ وفا کی دیوی ہے محبت میں انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ شوہر سے بے پناہ محبت کرتی ہے اور شوہر کی موت کے بعد اس کو اپنی زندگی بے مقصد و بے کار لگتی ہے۔ دوسرا اہم کردار ہیلنا کا ہے وہ اپنی عمر کی نسبت عقلمند اور چالاک ہے معاملہ فہم ہے جن مشکلات سے دوچار ہوتی ہے اس کے ہر ہر پہلو پر غور کرتی ہے اور اس کا تدارک تلاش کرتی ہے وہ وفا خلوص اور ایثار کا مجموعہ ہے شہزادی سے بے لوث محبت کرتی ہے۔ شہزادی جب اسے عثمان کو پھانسنے کی تجویز دیتی ہے تو وہ تذبذب کا شکار ہو جاتی ہے کیونکہ وہ کسی کے ساتھ دغا نہیں کر سکتی اس لیے وہ عثمان کو بھی دھوکا نہیں دینا چاہتی۔ باہمت اور بہادر ہے شہزادی کی خاطر سفر کرتی ہے اور سفر میں مختلف صعوبتیں اٹھاتی ہے ہر مشکل اسے چاق و چوبند اور تروتازہ کر دیتی ہے ریحانہ کا کردار اگرچہ پورے ناول میں صرف دو بار سامنے آیا ہے لیکن اس کے اوصاف اسے ایک اہم مقام دلواتے ہیں کہ وہ ایک مسلمان عورت ہے اور مسلمانوں نے عیسائیوں کی وجہ سے بڑا نقصان اٹھایا تھا اس کے باوجود وہ یودیز کے پاس رکتی ہے اور انسانیت کے ناطے اس کی بیٹی کے غم کو کم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

شرر کے ناولوں کی بات کی جائے تو شرر نے کئی ناول لکھے جن کا تعلق ماضی میں ہونے والے واقعات سے تھا ان ناولوں میں بعض نسوانی کردار ہمیں بہت فعال، دوراندیش، عقلمند اور سمجھدار ملتے ہیں جب کہ بعض صرف ناول کے پلاٹ کی ضرورت کو پورا کرتے نظر آتے ہیں۔ جو کردار فعال ہیں ان میں ہمیں اس عہد کی فعال خواتین کی جھلک ملتی ہے جنہوں نے اپنے کام اور صفات کے سبب دوسروں سے خود کو بلند کیا اور ایک اہم مقام حاصل کیا۔ تاریخی ناول کے علاوہ شرر نے اصلاحی نوعیت کے ناولٹ اور ناول مثلاً ''بدرالنساء کی مصیبت'' ، ''آغا صادق کی شادی''، ''طاہرہ'' اور ''غیب داں دلہن'' لکھے ان میں شرر نے معاشرے میں غلط رسم و رواج کے خلاف آواز اُٹھائی اور اس کے غلط نتائج پر روشنی ڈالی ہے۔

شرر کے ناولوں کی زیادہ تر ہیروئنیں عیسائی یا غیر مسلم ہوتی تھیں۔ سلطنتی امور میں ان سے مشاورت کی جاتی تھی ان کے مشوروں کو اہمیت دی جاتی تھی۔

یہ نسوانی کردار اگرچہ کسی دوسرے ملک اور دوسرے مذہب سے وابستہ ہیں لیکن ان میں تمام وہ صفات و

خصوصیات ملتی ہیں جو ہندوستانی معاشرے کی عورتوں میں ہوتی ہیں وہ وفا شعار ہیں سلیقہ مند ہیں وقت پڑنے اور مشکل میں گھرنے پر واویلا نہیں مچاتیں بلکہ نہایت برداشت تحمل اور ضبط سے کام لیتی ہیں۔ خود سے منسلک لوگوں کی خوشی اور بھلائی چاہتی ہیں وہ مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے حکمت عملی طے کرتی ہیں دشمنوں کے سامنے آسانی سے گھٹنے نہیں ٹیکتیں۔ بظاہر شرر کی کردارنگاری کا دائرہ کار ہندوستانی معاشرے کی عورت سے ذرا وسیع ہے لیکن ان میں ہمیں ان عورتوں کا عکس ملتا ہے جو راجپوت یا مغل خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔

حواشی:

(۱) عبدالقادر سروری، دنیائے افسانہ (حیدرآباد دکن: مکتبۂ ابراہیمیہ، ۱۹۳۵ء) ص ۱۶۵۔ ۱۶۴

(۲) وقار عظیم، داستان سے افسانے تک (کراچی: اُردو اکیڈمی، ۱۹۶۰ء) ص ۴۷۔

(۳) اشتیاق طالب، تمہید (کراچی: مشتاق بک ڈپو، ۱۹۸۲ء) ص ۳۵۔

(۴) ڈاکٹر میمونہ انصاری، مرزا محمد ہادی رسوا، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء) ص ۱۲۸۔

(۵) احسن فاروقی، اُردو ناول کی تنقیدی تاریخ (لاہور: اُردو اکیڈمی) ص ۱۵۶۔

(۶) وقار عظیم (مرتب)، (مقدمہ) فردوس بریں (لاہور: ۱۹۶۱ء) ص ۳۔

(۷) ایضاً۔

(۸) عبدالحلیم شرر، ملک العزیز ورجینا (لاہور: مجلس ترقی اُردو) ص ۲۴۔

(۹) عبدالحلیم شرر، فلورا فلورنڈا، (لاہور: گلزار بک ڈپو) ص ۵۳۔

(۱۰) عبدالحلیم شرر، محولہ بالا ص ۵۴۔

مآخذ:

انصاری، میمونہ، مرزا محمد ہادی رسوا، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء۔
سروری، عبدالقادر، دنیائے افسانہ، حیدرآباد دکن: مکتبۂ ابراہیمیہ، ۱۹۳۵ء۔
شرر، عبدالحلیم، فلورا فلورنڈا، لاہور: گلزار بک ڈپو۔
______، ملک العزیز ورجینا، لاہور: مجلس ترقی اُردو۔
طالب، اشتیاق، تمہید، کراچی: مشتاق بک ڈپو، ۱۹۸۲ء۔
عظیم، وقار، (مرتب)، (مقدمہ) داستان سے افسانے تک، کراچی: اُردو اکیڈمی، ۱۹۶۰ء۔
فاروقی، احسن، اُردو ناول کی تنقیدی تاریخ، لاہور: اُردو اکیڈمی۔